ناصر ذوالفقار ۔کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قومی مضمون نویسی مقابلہ 2025ء ( زیرِ انتظام : پالیسی ریسرچ اینیشیٹیو برائے زکواۃ پر مبنی سود سے پاک معیشت )

**تھیم : ''رقم اور بینکنگ میں اصلاحات ، ایک مکمل ریز رو سود سے پاک نظام حکومتی قرضوں ، خسارے اور افرادِ زر کو کیسے ختم کر سکتا ہے'' ۔**

# ''ربا سے شراکت داری تک : اسلامی مالیاتی نظام کا ارتقاء اور روس میں اس کا بڑھتا ہوا اَثر و رُسوخ !''

کُن فیکون ، وہ تو بس کہتا ہے اور ہو جاتا ہے ، ایک ذرے سے لیکر کائناتِ عظیم تک ! ۔تو کیا انسانی تخلیق میں اسے دنیا میں بھیجنا اللہ کا کوئی حادثاتی اقدام تھا ؟ استغفر اللہ ! بے شک انسان کی تخلیق اللہ کی عظیم تخلیقات میں سے ایک افضل ترین ہے ۔حضرت آدم کا شجرہ ممنوعہ جنت کا پھل کھالینا وہ آزمائشی عمل کا حصہ تھا اور خالق کی حکمت تھی جس کے لئے انسان کی تخلیق کی گئی ۔اللہ نے واضع ہدایت کے تحت ایک درخت کے قریب نہ جانے اور اسکا پھل کھانے سے منع کر دیا تھا ، قرآن نے آدم کے اس فعل کو لرزش سے تعبیر کیا ہے ، تو کیا یہ بغاوت تھی ؟ اس واقعہ سے ہمیں ایک بڑا سبق ملتا ہے کہ انسان فطرتی طور پر خطا کار ہے اور اللہ تعالی نے اس میں جان بوجھ کر پلاٹ کیا ہے جب ہی اسے خطا کا پتلا بھی کہا جاتا ہے اسکے برخلاف فرشتوں اور انسانوں میں فرق باقی نہیں رہتا ۔اسکے ساتھ ہی انسان کو باآور کرا دیا گیا ہے وہ اپنی خطا پر نادم ہو اور اسکے لئے توبہ واستغفار کرے ۔یہی مقصد تھا انسان کو زمین پر اتارنے کا کہ یہاں اللہ کے فرمان کے مطابق زندگی گزارے اور زمین پر انصاف قائم کرے ، ظلم کو روکے ہمیشہ حق کے ساتھ کھڑا ہو ۔جنت سے نکالے جانے کے بعد انسان کو زمین پر اپنی بقاء اور نسل کو آگے پروان چڑھانے کے لئے توانائیوں کی ضرورت تھی جسکے لیئے اسے خوراک و پوشاک کے لئے وسائل درکار تھے ۔شروع میں انسان نے کھیتی باڑی کے ذریعے سے زراعت کا آغاز کیا اور اپنا پیٹ پالنا شروع کیا ۔اللہ نے انسان کو زمین پر بھیجا تو اسکے لئے رزق حصول کے سامان بھی پیدا کر دیئے ۔تمام انسانی معاشروں کی بقاء کا دارومدار ایک یقینی اور مستحکم معاشی نظام سے مربوط ہے جسکی بنیاد عدل وانصاف اور مساوات پر مبنی ہو ۔تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی دولت کا بہاؤ محض چند ہاتھوں میں محدود کر دیا گیا ہو تو وہ معاشرے پر عدم واستحکام کے خطرات منڈلانے لگتے ہیں ۔دنیا میں جاری کیپٹل ( سرمایہ ) کا نظام رائج ہے جو کہ بظاہر ترقی کا چلتا پہیہ ، اوپر جاتی ہوئی برقی خودکار سیڑھیوں جیسا دکھائی دیتا ہے لیکن اسکے برعکس حقیقتاً یہ غرباء وناتواں لوگوں کے لئے ایک بندگلی بن کر رہ گیا ہے اور انکے لیئے سرمایہ دارانہ نظام ایک استحصالی علامت ہے ۔غریب جو امیروں کی ہوس زر کی طلب کے شکار بن چکے ہیں ۔قرآن کریم وہ عظیم حکمت کی کتاب ہے جس نے چودہ صدیوں پہلے ہی ایسے نظام کو باطل کہا جسمیں سرمایہ کو بڑھا کر اس پر منافع حاصل کیا جاتا تھا ۔سود کو انسانیت کے لئے ہلاکت خیزی سے تعبیر کر دیا گیا تھا ۔آج ساری دنیا اس جکڑے ہوئے سودی نظام کے مقابلے میں دنیا کے بڑے غیر مسلم معاشی ماہرین بھی استحصالی مالی نظام سے تنگ دکھائی دیتے ہیں اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اسکے مقابلے میں مناسب متبادل کی تلاش کے لئے سرگرداں ہیں جیسے کہ دنیا کی ایک بڑی طاقت روس کا غیر سودی بینکاری کی جانب مائل ہونا اس بات کی واضع دلیل پیش کرتا ہے قرآن کے آفاقی اصول نہ صرف کسی ایک مذہبی عقیدے کے پیروکاروں کا ہی نہیں بلکہ یہ ساری انسانیت کے لئے عالمی معاشی بقاء کا واحد راستہ ہے ۔

## قرآنی احکامات اور ربا:

سود کو انگریزی میں انٹرسٹ اور عربی میں ''ربا'' کہتے ہیں ۔پاکستان اور دنیا بھر میں اس معاملے میں مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ سود اور ربا ایک ہی شے کے دو نام ہیں ۔ماضی قریب میں عام تاثر تھا کہ سود خوروں کو نہایت حقارت انگیز نظر سے دیکھا جاتا تھا اگر کسی کے بارے میں ذرا بھی گمان ہو کہ وہ سود کھانے والا ہے تو لوگ اسطرح اس سے اپنچ کر نکلتے تھے جیسے کوئی بھنگن غلاظت ٹوکری سر پر رکھ کر چلی جا رہی ہر

اس سے پرے ہٹتے۔اگر چہ اس وقت ابھی نظام مکمل طور پر سودی نہ تھا، یہ انتخاب پر تھا کہ چاہے تو کوئی سود لے یا نہ لے۔افسوناک طور پر آج ہمارا پورا معاشی نظام اسمیں جکڑا ہوا ہے،سود اسمیں تانے بانے کی طرح پرو یا دیا گیا ہے۔حدیث مبارکہ ہے''ایک وقت آئے گا خواہ کوئی شخص سود نہ بھی کھائے مگر سود کا غبار اسکے اندر لازمی سرایت کرے گا۔آج دیکھ رہے کہ ہم ایسے نظام باطل کا حصّہ ہیں،مفتی اعظم کا فتوی ہے''اللہ فرماتا ہے کہ جو اللہ اور اسکے انصاف کے مطابق نہیں چلتے ، وہی تو کافر ہیں جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے ، یہی مشرک ہیں جو اسکی شریعت کی پیروری سے انکاری ہیں،یہ نا انجہار، فاسق۔غدار، باغی اور سرکش ہیں۔

اگر آپ اپنی جمع پونجی نقدی کی صورت میں کسی بینک میں رکھ کر اس پر دس یا بارہ فیصد منافع یا انٹرسٹ سود کی شکل میں سالانہ لے رہے ہوں تو اسمیں آپ کی اپنی محنت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، یہ سود حرام متلغ ہے،اتنا بڑا حرام کہ دوسری اور کوئی شے روئے زمین پر نہیں۔شراب جیسی لعنت سے بھی ہزاروں گنا حرام ، زنا سے سینکڑوں گنا ابدتر حرام فعل ۔رسول اللہ نے اسکے لئے نہایت سخت کلمات کہے تھے''سود کے گناہ کے 70 حصّے ہیں انمیں سب سے ہلکا ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے!''۔اس بیان سے سود کی تباہ کاریاں آشکار ہوتی ہیں۔کاروباری لین دین میں پیسے پر اضافی رقم یا انٹرست لینا، اسلام میں مکمل حرام قرار دیا گیا ہے۔ربا کی ممانیت قرآن مجید میں یک لخت نازل نہیں ہوئیں بلکہ اسے بتدریج مرحلہ وار نافذ کیا گیا ہے۔قرآن پاک میں سود کے بارے میں جو احکامات آئے ہیں وہ اسطرح ہیں،

1۔سورہ روم ( مکی سورت،آیت۔39) اس سورہ میں سود کو ایک اخلاقی برائی سے تعبیر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ سود سے مال بظاہر بڑھتا ضرور ہے لیکن اللہ کے یہاں اسمیں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔(اور جو تم دیتے تا کہ لوگوں کے مال میں شامل ہر کر بڑھ جائے ،تو اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا)

2۔سورہ نساء (مدنی سورت۔آیت۔161)اس سورہ میں بتایا گیا ہے کہ سود لینے کی روش سابقہ امتوں (یہود) کی رہی ہے جن پر اسکی وجہ سے عذاب نازل ہوا، مسلمانوں کو اشارہ کرتے ہوئے خبردار کیا گیا ہے (اور انکے سود لینے کی وجہ سے ،حالانکہ انہیں اس سے منع کیا گیا تھا۔)

3۔ سورہ آل عمران (آیت۔130) یہاں اس سورہ میں واضع طور پر سود کو حرام قرار دیا گیا، خاص طور پر وہ سود جو رقم کو دوگنا، چوگنا کر دیتا تھا۔''اے ایمان والوں بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ!

4۔سورہ بقرہ: سورہ بقرہ میں نہایت تفصیل سے سود کی ممانیت کے حوالے سے قطعی اور سخت ہدایات سنائی گئیں ہیں، اسے اللہ اور اسکے رسول کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا گیا۔،سود لینے والے قیامت کے دن ایسے اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھوکر پاگل کر دیا ہو۔تجارت اور سود میں فرق واضع کر دیا گیا ہے، تجارت ہلال ،سود حرام ،حکم نازل ہوا کہ جو پچھلا سود باقی ہے اسے چھوڑ دو۔''اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو تو اللہ اور اسکے رسول کی طرف اعلان جنگ سن لو۔( آیت۔281-275)۔سود کی ممانیت کا مقصد معاشرے سے ظلم کا خاتمہ اور غریبوں کے استحصال سے روکنا مقصود تھا تا کہ دولت چند ہاتھوں میں گردش نہ کرتی رہے بلکہ پورے معاشرے میں اسکے ثمرات مساوی طور پر تقسیم ہوں۔رقم کے معاملات اور پاکستانی بینکنگ کے نظام میں کیسے اصلاحات ممکن ہے اسکے لئے ہمارا مالیاتی نظام اور بینکوں کے بارے میں آگہی حاصل کرنا ضروری ہوگا۔

## پاکستانی مالیاتی پالیسی، بینکنگ کا نظام اور قرضے:

11 جولائی 1948ء میں قائداعظم نے اسٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پاکستان کے معاشی نظام کو قرآن وسنت کی تعلیمات پر استوار کرنا چاہتے ہیں بدقسمتی سے قائد کی وفات کے ساتھ ہی انکا سارا منصوبہ پلٹ دیا گیا۔اس موقع پر اسٹیٹ بینک کے پہلے گورنر زاہد حسین نے قائداعظم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ وہ گورنر کے طور پر اپنا کام خودمختار طریقے سے انجام دینا چاہیں اور میں آپ (قائد) کی بھی مداخلت نہیں چاہونگا۔ایک وقت تھا جب پاکستان ایشیائی ٹائیگر بننے کی راہ پر گامزن تھا اور ایشیائی ممالک کو ترقیاتی پالیسیاں بنا کر دیتا تھا جسمیں جنوبی کوریا کی مثال اہم ہے اور ہم دوسرے ممالک کو قرضہ دینے کی پوزیشن میں آرہے تھے۔آج ہم ایشین ٹائیگر کی دوڑ میں 47ویں نمبر پر ہیں اور ہمارا پڑوسی 19 پوزیشن پر آچکا ہے اور گمان کیا جا رہا ہے کہ جلد ہی وہ تیسری پوزیشن پکڑ لے گا جبکہ ہم شاید چالیس کے ھندسے سے نیچے ہی رہیں گے۔آج ہم اپنی آزاد معاشی پالیسیاں بنانے سے کیوں قاصر ہیں؟ اسکی بڑی وجہ عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) کے دست نگر ہونا ہے اور ہماری تمام ترترجیہات ان سے قرضوں کا حصول ہے اور پھر قرضہ ادا کرنے کی بھاری شرائط کا من دھن پورا کرنا جسکے سبب عوام پر غیر ضروری بوجھ ڈالا جاتا ہے۔سابقہ حکومت کے ناقابل معافی اقدام جسمیں انہوں نے بیرونی اداروں کے کہنے پر ڈالر کا ریٹ 125 سے 300 کے قریب پہنچا دیا تھا جسکی کہ تلافی ہم آج تک کر رہے ہیں اور ابھی بھی ہماری کرنسی روپے کی قدر انتہائی نچلی سطح پر ہے اور یہ ایک ڈالر کے مقابلے میں 278 روپے ہے جس نے مہنگائی کا طوفان کھڑا کیا ہوا ہے۔جب ملکی کرنسی گرتی ہے تو پھر واجب الادا قرضوں کی بھی مالیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

پاکستان میں بدقسمتی سے ابتداء ہی سے سرمایہ دارانہ نظام پروان چڑھا اور رائج ہے۔ہمارے کمرشل بینکوں کا بچت کا تصور یہ ہے کہ بچت کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ زیادہ پیسہ جمع کیا جائے اور زیادہ کمائی کی جائے۔یہ بینک زیادہ شرح پر لوگوں کو قرضہ دیتے ہیں جسمیں وہ انہیں تھوڑا منافع بھی دے دیتے ہیں۔دنیا بھر میں سرمایہ یا کیپٹل کا طریقہ کار ہے ہمارے یہاں وہ درست طور پر لاگو نہیں ہو سکا بلکہ یہ کیپٹل ازم

کی بگڑی ہوئی کوئی شکل ہے۔مثال کے طور پر چند سالوں پہلے ہمارے یہاں سود کی شرح انتہائی بلند تھی جو 22% فیصد تک رہی ہے اب یہ 11% فیصد ہے اور یہ اب بھی دنیا میں سب سے زیادہ شرح سود شمار ہوتی ہے، انڈیا اور جاپان میں یہ ہم سے آدھی ہے جبکہ یورپ کے ملکوں میں 2% فیصد، امریکہ میں 4.4% فیصد ہے جو کہ ایک لمحہ فکریہ کہ آخر ہم کس مالی نظام کو لیکر چل رہے ہیں؟۔ پاکستان کی اسٹاک مارکیٹ زبردست چڑھاؤ ہے اور اسٹاک ایکسچینج تاریخ کی بلندترین سطح پر پہنچا ہوا ہے لیکن ہماری معاشی تنزلی مسلسل نیچے کی طرف جارہی ہے۔ ہمارے پاس موجودہ انسانی ومعدنی وسائل ہیں جنکے ساتھ انڈیا کے مقابلے میں بہترین طریقے سے ترقی کرسکتے ہیں مگر ہماری اشرافیہ کے گٹھ جوڑ اور کرپشن کو کیسے توڑا جائے؟۔ پاکستان کے بجٹ کا خسارہ کرپشن کی پیداوار ہے جسے 99% فیصد بینک پورا کرتے ہیں۔اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کہتی ہے کہ ملک کی تاریخ میں ایسا شاذونادر ہی ہوا ہے کہ بجٹ خسارے میں ہو اور تین ماہ میں ہی 2120 ارب روپے کا فاضل بجٹ پیش ہوجائے ،120 ملین کا یہ مصنوعی بجٹ برقرار نہیں رہ سکے گا۔ملک میں مہنگائی کا جن بے قابو ہورہا ہے، ذخیرہ اندوزی بدستور ہورہی ہے، شرح نمو کم ڈیمانڈز زیادہ ہیں اور اسکے ساتھ اسمگلنگ بھی عروج پر ہے اور چالیس ارب روپے کی ترسیلات آرہی ہیں۔اس وقت پاکستانی بینکوں نے جو شہریوں کے نفع نقصان کے کھاتے ہیں، انمیں 100 روپے پر 20 فیصد منافع دیا گیا ہے۔جس مرکزی بینک کو پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کی علامت بننا تھا وہ آج آئی ایم ایف کا دست نگر بن کر رہ گیا ہے۔زیادہ تر بینک غیر ملکیوں کی ملکیت بن چکے ہیں جب کہ ابتداء میں پالیسی کے تحت مرکزی بینک تین سے زائد کسی غیر ملکی بینک کو برانچیں کھولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، پاکستان بینکوں میں ڈپازٹ عوام کی رقم کا 80% فیصدی ان بینکوں کے پاس ہے جنکے مالکان پاکستانی نہیں ہیں یہ پاکستان کے کل اثاثوں کا نصف فیصدی ہے۔ان بینکوں نے اپنا منافع تو تیزی سے بڑھایا ہے یہ سال بھر میں 1287 ارب روپے ہے لیکن ہزاروں لوگوں کو انمیں سے منافع کم ترین ادا کیا ہے جو کہ قانون 40,46-4 کی خلاف ورزی ہے۔یہ کسی ایک حکومت کا کیا دھرا نہیں بلکہ گذشتہ اور موجودہ تینوں حکومتوں کا قصور ہے۔پچھلے سال کی برآمدات 32 ارب ڈالرز جبکہ ترسیلات زر 38 ارب ڈالرز کی تھیں اسکے مقابلے میں بھارت کی ترسیلات زر 134 ارب ڈالرز انکی برآمدات 777 ارب ڈالر یعنی برآمدات اور ترسیلات کا تناسب 25 فیصد، اور 4 فیصد۔آج ہمیں اتنے فارن بینکوں کی کیا ضرورت ہے؟ ہم عوامی سطح کے فیصلے کرنے کے بجائے اشرافیہ کو ہی سپورٹ کرتے ہیں، ہم آئی ایم ایف کی خوشامد کئے جارہے ہیں اور اپنے قیمتی اثاثے لگاتار فروخت کررہے ہیں جیسے کہ حالیہ پی آئی اے جیسے ادارے کو نیلام کردیا گیا ہے جسے حبیب گروپ نے 195 ارب روپے دیکر 75% فیصدی شیئرز خریدے ہیں۔24 برسوں میں 48 ارب ڈالر پاکستان آیا ہم نے پریشان کن سرمایہ کاری کی ہے جب پی ٹی سی ایل جیسے منافع بخش ادارہ کو فروخت کیا تھا۔15 ارب ڈالر سرمایہ سالانہ پاکستان سے باہر بھیجا جارہا ہے۔اکانومی یا معیشت کی بہتری کی بات آج تک کسی نے نہیں کی ہے۔2024ء میں کروڑوں لوگوں نے بینکوں میں کھاتے کھولے ہیں، پندرہ، بیس، یا پچیس ہزار روپے، جس پر 20.5 فیصد منافع ملا کرتا تھا، جنوری 2025ء میں ایک لاکھ روپے کی رقم پر منافع 10 ہزار کردیا گیا ہے، یعنی آدھا نصف، کیسے آپ اسطرح کئی کروڑ لوگوں کو ہزاروں روپے منافع کم دینگے؟ اسٹیٹ بینک کی اپنی رپورٹ ہے کہ مہنگائی کی شرح میں کمی کے باوجود لوگوں کی قوت خرید بھی کم ہوئی ہے کیونکہ انکا جب منافع آدھا کم دیا جائے گا تو انکی آمدنی بھی نصف رہ جاتی ہے تو وہ ضروریات زندگی کی اشیاء کہاں سے خریدیں گے؟ اسی طرح سرکار نے قومی بچت کی اسکیموں، شہیدوں، بیواؤں کے فنڈ کے لئے مختص اسکیموں میں بھی کٹوتیاں کی اور منافعے کم کردیئے ہیں۔آج ٹیکسوں کی وصولیابی میں ہم 25000 ارب روپے سالانہ کم وصول کررہے ہیں جسکا بوجھ براہ راست عوام برداشت کررہی ہے جو کہ جی ایس ٹی، مہنگے پیٹرول اور انتہائی ریٹ پر گیس وبجلی کے بلز کی صورت میں ہیں۔ماضی میں ہماری بچتیں (Saving) بھی آج 10.000 ارب روپے سالانہ کم وصول ہورہی ہیں۔انسانی وسائل کی ترقی میں پاکستان کا نمبر 193 میں 138 واں ہے، یہ صحارا افریقہ اور افغانستان جیسے ملکوں کے علاوہ انسانی ترقی میں سب سے نچلے درجے پر ہے۔

## ترسیلاتِ زر اور برآمدات کا توازن؟:

افرادزر ایک اہم معاشی مسئلہ ہے سردست ہمارے لئے زیادہ اہم برآمدات اور ترسیلاتِ زر (Remittances) کے درمیان عدم توازن ہے۔حالیہ دنوں میں ہماری معیشت میں جو بہتری آئی اسمیں ترسیلات زر کا بڑا عمل دخل ہے، یہ ترسیلات زر Remittances وہ ہوتے ہیں جو ہمارے اورسیز ہنرمند اور کارکن باہر رہ کر آمدنی کو زرمبادلہ کی شکل میں پاکستان بھیجتے ہیں، یہ وہ رقم ہے افرادی قوت کے ذریعے ملک میں آتی ہے۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں اسکی ترسیلات زر کے مقابلے میں آمدنی کم ہوئی ہے۔ہماری پچھلے سال کی برآمدات 32 ارب ڈالرز جبکہ ترسیلات زر 38 ارب ڈالرز کی تھیں اسکے مقابلے میں بھارت کی ترسیلات زر 134 ارب ڈالرز انکی برآمدات 777 ارب ڈالر یعنی برآمدات اور ترسیلات کا تناسب 25 فیصد، اور 4 فیصد۔اگر ہماری برآمدات بھی چار فیصد ہوں تو ہم آئی ایم ایف کو خدا حافظ کہہ سکتے ہیں۔دراصل مشرف حکومت کے دور میں ایک انکم ٹیکس آرڈ جاری ہوا تھا 111-4 جسکی ذمیندار تمام سیاسی پارٹیاں ہیں۔اس آرڈر کے تحت کالے دھن کو سفید کرنے کا کھلا موقع فراہم کیا گیا تھا۔اسطرح چند برسوں میں جو 150 ارب ڈالر کی ترسیلات زر آئی ہیں انمیں نصف کالا دھن سفید ہوا ہے۔ایک ڈرائیو باہر رہ کر ایک لاکھ ڈالر کی ترسیلات بھیجتا ہے تو اس پر ٹیکس نہیں لگتا، اسے 80 سے 90 لاکھ روپے کا

فائدہ حاصل ہوجاتا ہے، کوئی بھی اسکے بارے میں سوال نہیں کرسکتا حتٰی کے آئی ایس آئی بھی اس سے نہیں پوچھ سکتی، ہر ایک لاکھ ڈالر کی ٹی ٹی جو آتی ہے اسمیں ملک پاکستان کو 40 لاکھ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے لہذا ہماری ترسیلات زر جعلی ہیں۔ یہ آگ سے کھیلنے والا معاملہ ہے، برآمدات کا معیشت سے اٹوٹ رشتہ ہے، یہ بڑھتی ہیں تو معیشت ترقی کرتی ہے، روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں، صنعتیں ترقی کی جانب گامزن رہتی ہیں اس سے غربت میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پچھلے 11 برسوں میں ہماری برآمدات سے ترسیلات زر دوگنی ہوچکی ہیں۔ المیہ یہ بھی ہے کہ ملک میں 26 ملین بچے اسکول جانے سے قاصر ہیں تو کیوں؟

تجارت میں پاکستانی معیشت کا مشاہدہ کیا جائے تو یہاں بھی صورتحال افسوناک ہے۔ گیارہ ستمبر 2001ء نیویارک حملوں کے وقت پاکستان کا تجارتی خسارہ ڈھیڑ ارب ڈالرز تھا جبکہ پچھلے چھ برسوں کا تجارت میں نقصان یا خسارہ 211 ارب ڈالرز تک پہنچ چکا ہے۔ ہماری امپورٹ مافیا کہتی ہے کہ ایکسپورٹ سے امپورٹ ڈھیڑ گنا زیادہ ہے سچ تو یہ ہے کہ ہم 500 ملین ڈالروں کے لئے آئی ایم ایف کے ہاتھ پاؤں جوڑتے ہیں اور یہ گمان کرلیتے ہیں کہ زرمبادلہ منگوا کر اس سے کرنٹ اکاؤنٹ کا ڈیبٹ کم ہوجائے گا۔ مسلم لیگ کا منشور تھا کہ وہ آنے والی ترسیلات زر پر پچاس فیصد کو سرمایہ کاری میں لگائیں گے لیکن ایسا نہ ہوسکا اسکے بدلے میں انہوں نے اس رقم سے امپورٹ (درآمدات) شروع کردیں۔ چھ برسوں کے 201 ارب ڈالرز زرمبادلہ کی نصف رقم کو اگر سرمایہ کاری میں ڈالا جاتا تو 100 ارب ڈالرز کی انوسمنٹ آجانی تھی۔

## سودی بینکاری بمقابلہ اسلامی مالیاتی نظام:

مغربی سرمایہ یا کیپٹل ازم کے برعکس اسلام کام کرنے اور محنت سے دولت کے حصول کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اپنے پیسے کو کسی چھوٹے بڑے کاروبار میں لگایا جائے اور پھر اسے بڑھایا جائے اپنی محنت و سرمایہ لگایا جائے۔ یہ دو طریقے سے ہوتا ہے ،1۔ نفع و نقصان میں شراکت (رسک شیئرنگ)، 2۔ حقیقی اثاثوں پر مبنی تجارت (ایسڈ بکڈ ٹریڈ) یہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل نہیں ہے کہ پیسے سے پیسے بنایا جائے اسے مکروفعل قرار دیا گیا ہے جو بالکل حرام ہے۔ کچھ صورتوں میں بناء محنت کے بھی پیسہ کمایا جاسکتا ہے، مثال کے طور پر آپ نے دس لاکھ روپے کسی کو دے دیئے کہ وہ مجھے ماہانہ 10,000 ہزار روپے دیتا رہے یا دس لاکھ روپے کا مکان تعمیر کروا کر اسے ماہانہ پندرہ ،بیس ہزار ماہانہ کرائے پر دے دیا، یہ جائز ہے اگرچہ اسمیں بھی محنت نہیں لگائی گئی، اس لئے مکروہ ہے، مکان اتنا ہی بنایا جائے کہ جسکی ضرورت ہے اگر زائد ہے تو کسی بھائی کو رہائش کے لئے دے دو یہ ہلال عمل ہوگا۔ اگر 10 لاکھ کسی کو نقد دیا جائے تو اسکا گمان ہے وہ 15 یا 20 لاکھ بن بھی بن جائے؟، دوسرا امکان ہے کہ سال بھر میں سرمایہ کم ہوکر پانچ لاکھ رہ جائے۔ اگر آپ نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ میں طے شدہ معاوضہ لونگا تو یہ حرام ہے۔ جسے آپ دس لاکھ کا مکان کرائے پر دیتے ہیں وہ تو محض اسمیں رہائش پذیر ہوتا ہے جسکا معاوضہ آپ کرائے کی صورت میں وصول کرتے ہیں، یہ کیپٹل کی فکسڈ فارم ہے جبکہ دوسری فرم مائع فارم ہے یعنی پیسہ یا کیش کی صورت میں۔ اسلام میں یہ مضاربت کہلاتی ہے جو کہ جائز ہے، مثال کے طور پر میرے پاس صلاحیت و توانائی کی کمی ہے یا کوئی خاتون خانہ سرمایہ کو گھر میں رکھنے کے بجائے کاروبار میں چلانا چاہتی ہیں تاکہ پیسہ حرکت میں رہے تو وہ اسے ایک ایسے شخص کے حوالے کردیتے ہیں انکے سرمایہ کے ساتھ محنت کرے تو اسطرح منافع دونوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ جو معاہدہ طے ہو ہے لیکن نقصان کا بوجھ ماہانہ سرمایہ دار پر ہی آئے گا، وہ یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ تم کو میں نے دس لاکھ روپے دیئے تھے مجھے نہیں معلوم، واپس کرو! جس نے سرمایہ پر کام کیا ہے وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے کام یا کاروبار میں نقصان ہوا ہے اور اب رقم آٹھ لاکھ روپے ہے۔ جرمانہ یا تاوان مضارب یا عامل پر نہیں آئے گا۔ ایک کا سرمایہ گیا اور دوسرے کی محنت۔ آپ مضاربت کی حدود میں رہتے ہوئے روپیہ لگا کر اسمیں نفع کے صورت میں سود لے تو سکتے ہیں مگر یہ پسندیدہ عمل کے بجائے مکروفعل ہوگا۔ مغربی یا امریکی مالی نظام میں اگر سود کو نکال لیا جائے تو یہودیوں کی موت واقع ہوجائے گی، علامہ اقبال نے انکے لیے ہی کہا تھا کہ ''یہ جو فرنگ رگ جاں پنجہ یہود میں ہے''۔ سود کی بدولت ہی دنیا کی سب سے بڑی مغربی جمہوریہ امریکہ آج کھربوں ڈالروں کی مقروض ہے اسکے قرض خواہ یہودی بینکار ہیں اور امریکی حکومت جسے دنیا کی سب سے سپریم طاقت مانا جاتا ہے اسے اپنی کرنسی ڈالر پر ہی اختیار نہیں ہے۔ کرنسی کا جاری کرنا یو ایس حکومت کے ہاتھوں میں نہیں بلکہ ان بینکاروں کے زیر کنٹرول ہیں جنکے مالکان یہودی سرمایہ دار ہیں۔ اس وقت ڈالر نے ساری دنیا کو اپنی جکڑ میں لیا ہوا ہے جو کہ دنیا کے دوسرے ممالک کی کرنسی کا استحصال کئے جارہی ہے۔

## پاکستان میں اسلامی بینکنگ کے نام پر دھوکہ؟

پاکستان میں رائج اسلامی بینکاری پر عوامی اور سطحی لیول پر کافی تنقید بھی ہوتی ہے، عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہ صرف اصلاحاتی ہیرا پھیرا کا چکر ہے!۔ بس نئی بوتل کا لیبل بدل دیا گیا ہے۔ آیئے اس نظام کی حقیقت اور اس پر ہونے والے اعتراضات کو غیر جانبدارانہ نقطہ نظر سے سمجھنے اور جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی بینکار یہ دعوی کرتے ہیں کہ سود یا انٹرسٹ کے بجائے وہ نفع و نقصان کی شراکت اور تجارتی بنیاد پر کام کی انجام دہی کرتے ہیں۔ جبکہ روایتی بینکار پیسہ ادھار دیتا ہے اور اس پر وقت کے حساب سے طے شدہ منافع وصول کرتا ہے، یہی سود کہلاتا ہے۔ اسلامی بینکار وہ پیسہ ادھار نہیں دیتا بلکہ وہ مالی اشیاء خود خرید کر آپ کو فروخت کردیتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے اسلامی بینک واقعی شریعت کے مطابق بینکاری کررہے ہیں؟ پاکستان میں اس معاملے میں دو بڑے مکتبہ فکر ہیں، اسکے حامیوں میں

مفتی تقی عثمانی صاحب کا یہ ماننا ہے کہ یہ نظام 'مثالی تو نہیں لیکن سود کے مدمقابل ایک بہتر متبادل ہے، وہ اسے ''اصغر الضررین'' (دو برائیوں میں سے کم برائی) سمجھتے ہیں تاکہ لوگ مکمل حرام سے بچ سکیں۔ اسکی تنقید میں جو علماء و اسکالر ہیں جسمیں ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم پیش پیش رہے تھے، جنکا خیال تھا کہ موجودہ اسلامی بینکاری صرف حیلہ و بہانہ سازی ہے اور اسکی روح وہی سود والی ہے۔ جبکہ زمینی حقائق کہتے ہیں موجودہ عالمی مالیاتی نظام (گلوبل فائنشل سسٹم) جڑا ہی سود سے ہے۔ پاکستانی اسلامی بینک اسی نظام کے اندر رہ کر کام کرتا ہے اسی لیئے وہ مکمل طور پر اسکے اثرات سے خود کو آزاد نہیں پاتا۔ اسلامی بینکاری قانونی طریقے سے کاغذی کاروائیوں کے اندر شرعی تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

## پاکستانی شریعت کورٹ اور ربا کا خاتمہ؟

آئین کی رو سے سود کا جلد از جلد خاتمہ کیا جانا تھا لیکن ہماری شریعت کورٹ 31 برسوں سے اس معاملے کو دبائے بیٹھی رہی جس پر نہ عوام کا کوئی مطالبہ سامنے آیا ہے اور نہ ہی سیاستدانوں پر اس تاخیر پر کوئی احتجاج ریکارڈ کروایا اور علماء کرام نے بھی اس پر کوئی آواز نہیں اٹھائی۔ شریعت کورٹ نے حالیہ ہونے والے اسلام آباد کے سیمینار میں جو پہلی قرارداد پاس ہوئی وہ یہ تھی کہ اسکی حمایت کی جائے اور مخالفت کرنے والوں سے نمٹا جائے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب جو اسکے رو رواں ہیں انکا ماننا ہے کہ اسلامی بینکاری میں ہم نے شریعت پر سمجھوتہ کیا ہے۔ شریعت کورٹ نے سپریم کورٹ کے احکامات کو دانستہ طور پر نظر انداز کیا ہے کیونکہ انہیں مزید اس پر کام کرنے کی ضرورت تھی۔ شریعت کورٹ کہتی ہے کہ اسلامی بینک شریعت کے مطابق ہیں تو کیا اسکا مطلب ہے کہ پاکستان میں اسلامی بینکنگ یا بلاسودی بینکاری کے نام پر عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے؟ پاکستان کے ماہر اور معروف معیشت دان جناب ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب ''انسٹی ٹیوٹ آف اسلامی بینکنگ اینڈ فائینس (RIIBF) کے چیئرمین ہیں۔ وہ واحد پاکستانی بینک کار ہے جو کسی یونیورسٹی کی سینڈی کیٹ کے ممبر رہے، واحد معیشت دان ہے جو مفتی نہ ہوئے کے باوجود شریعت کونسل کے ممبر اور چیئرمین بھی رہے۔ سود کے حوالے سے انکی دلچسپی کا خاص مظہر رہا ہے اور انکی سود کے حوالے سے تحقیقات نہایت قابل ستائش ہیں۔ انکی حالیہ شاہکار کتاب ''اسلامی بینکاری: غیر سودی یا سود استحصالی'' ہے جسمیں انہوں کہا ہے کہ اگر ان بینکوں کے نظام میں گھس کر دیکھا جائے تو حقیقت آشکار ہو جاتی ہے، اسلامی بینکاری کے نام پر یہ پھیلا ہوا کاروباری نظام سودی نظام کے نقش قدم پر ہی چل رہا ہے جو سودی بینکوں سے زیادہ استحصالی بن چکے ہیں جسکا مطلب ہے کہ غیر سودی بینک اسلامی بینکاری کے نام پر فراڈ کر رہے ہیں، غیر سودی لین دین کے خواہش مند عوام الناس آج بھی ظالمانہ اور غیر اسلامی طریقے سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ شرعی عدالت نے تین عشروں کے بعد حکومتی اداروں کو چند سالوں کی مہلت اور دے دی ہے پہلے اسے 2025ء میں ہونا تھا اب یہ 2027ء تک بڑھا یا گیا ہے تاکہ سود کو مکمل ختم کیا جا سکے۔ یہ جاننے کے لئے کہ اسلامی بینک کس طرح عوام کو کوئی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایک جائزہ پیش خدمت ہے، پاکستان میں جو 21 بینک اسلامی بینکاری کے سایہ تلے کام کر رہے ہیں انکے پاس جمع شدہ ڈپازٹ کی رقم 9502 ارب روپے ہے، یہ ٹوٹل جمع شدہ رقم کا 25% فیصد ہے۔ 23 سالوں کے بعد سودی بینکوں میں ڈپازٹ رقم 75% فیصد ہے اور اسلامی بینکوں کے پاس 25 فیصد ہے جو سودی بینک کے سائے تلے کام کر رہے ہیں، دلچسپ طور پر 7500 ارب روپے میں 4000 ارب روپے اسلامی سیونگ اکاؤنٹس میں ہونے کے بجائے کرنٹ اکاؤنٹس میں جمع ہیں جہاں منافع صفر ہوتا ہے۔ اگر یہ اسلامی ہے تو سیونگ اکاؤنٹ کو فوقیت کیوں نہیں دی گئی؟ اسکا مطلب ہے کہ انہیں یقین ہے کہ یہ اسلامی بینک نہیں ہیں۔ اس سال اسلامی بینکوں کا منافع کمرشل کے مقابلے زیادہ رہا ہے، یہ پاکستان کی بینکنگ تاریخ میں پہلا موقع ہے کسی بینک (میزان) نے صرف ایک سال میں 100 ارب روپے سے زیادہ منافع کمایا ہو۔ میزان بینک نے تمام بینکوں سے بڑھکر 169 ارب کا منافع کمایا لیکن اپنے ڈپازٹرز کو صرف 11% فیصد دیا ہے جبکہ کمرشل بینک نے کم سالانہ آمدنی کے باوجود ہونے اپنے صارفین کو 22% فیصد منافع دیتی ہے۔ اسٹیٹ و کمرشل بینکوں کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں تمام اسلامی بینک کے نام پر جو 2002 ء سے کام کر رہے ہیں 2022ء میں انکا مجموعی منافع 96 ارب روپے تھا، 2023ء میں یہ 191 ارب روپے بن گیا، یعنی دوگنا اور 2023ء میں یہ منافع بڑھ کر 391 ارب روپے، اور سال 2024ء تک 500 ارب سالانہ پہنچ چکا ہے۔ یہ دنیا میں کہیں نہیں ہوا کرتا فوری اتنا منافع؟ مثال کے طور پر اگر سرمایہ 100 روپے ہے تو اس پر 70% فیصد منافع حاصل ہوا۔ انکے اسٹاک ایکسچینج بھی دوگنا ہو گئے جسکا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنے سرمایہ پر سال بھر میں ہی منافع پا لیا جبکہ ڈیپازٹر بیچاروں کو گیارہ فیصد پر ہی ٹرخا دیا گیا۔ اسلامی بنیکوں میں 16.9 ملین کھاتے دار ہیں جنہوں نے رقم جمع کرائی، اس پر بینکوں نے صرف تین فیصد لوگوں کو قرضے دیئے۔ جو اعداد و شمار سپریم کورٹ نے اسلامی ملکوں کے دیئے ہیں اسکے مطابق انہوں نے 100 ارب روپے کے قرضے دیئے تو 82 ارب روپے صرف بڑے بڑے کلائنٹس کی نظر کر دیئے گئے۔ ارتکاز دولت اور اسلامی بینکوں نے زراعت و اسمال انڈسٹریز میں بھی سودی بینکوں کے مقابلے میں کم قرضے جاری کئے ہیں۔ علامہ مفتی شفیع عثمانی صاحب اپنی معرکۃ آراء تصنیف میں فرماتے ہیں کہ سودی نظام کی سب سے بڑی خرابی ہے کہ وہ کروڑوں لوگوں سے پیسہ لیتا ہے، کچھ لوگوں کو قرض دیتا ہے، قرض لینے والے بھی کماتے ہیں اور بینکر بھی اور کچھ ٹکے ان کروڑوں ڈیپازٹرز کو بھی تھما دیتا ہے یہ کونسی انسانی خدمت ہے؟۔ اس لیے جو سودی بینک لوگوں کے ساتھ کر رہے ہیں وہ معاشرے کو زندہ لاش بنا رہے ہیں۔ اسکے برعکس اسلامی فلسفہ ہے کہ دولت کی برابر تقسیم کی جائے اور اسے تمام

لوگوں میں بانٹا جائے۔اسلامی بینک کی بنیاد نفع ونقصان پر شراکت داری میں ہے لوگوں کو پیسہ دے کر انکے منافع میں حصہ ڈالیں اور خود کا حصہ اور ڈیپازٹر کو بھی دیا جائے۔

## روس میں ربا کے متبادل شراکت داری بینکنگ کا آغاز:

معاشی ترقی کے لیے کیسے ہم اصلاحات کرسکتے ہیں کہ سود سے پاک بینکاری اور تجارت کو فروغ حاصل ہو اور ہم دنیا وآخرت میں اللہ کے حضور سرخرو ہوجائیں۔اس سلسلے میں حالیہ روس میں شروع ہونے والے اسلامی طریقہ کے مطابق سود کی لعنت کے بغیر شراکت داری کی بنیاد پر بینکنگ کی شروعات کردی گئی ہیں۔یہ روسی ماڈل ہمیں بھی رہنمائی فراہم کرسکتا ہے جو کہ انٹرنیشنل اہمیت اختیار کرچکا ہے۔روس میں صدر پیوتن نے ایسے ایک نظام کے لئے قانون سازی کی ہے جسکے تحت روس کی تاریخ میں پہلی بار باقاعدہ طور پر غیر سودی بینکاری یا جسے اسلامی بینکاری بھی کہا جاسکتا ہے، کا آغاز کردیا گیا ہے۔اس قانون پر ستمبر 2023ء میں صدر پیوتن نے دستخط کئے تھے اور اسے آئینی شکل دی جسکے ساتھ ہی روس میں اس پر عمل درآمد شروع کردیا گیا تھا۔اسکے قانون کی رو سے روس کی چار مسلم اکثریتی ریاستیں جنمیں تاتارستان، باشکوروستان، چیچنیا اور داغستان شامل ہیں۔ان ریاستوں کے روس کی پارٹنرشپ فائننسگ (Partnership Financing) ہوئی ہے، یہ دوسالہ پائیلٹ پروجیکٹ تھا جسے ''شراکت داری پر مبنی مالیات'' کا نام دیا گیا ہے۔آخر روس کو اسکی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اسکا پس منظر جاننا ضروری ہوگا، جب روس۔یوکرائن جنگ کے باعث روس کے خلاف مغرب نے پابندیوں کا جال بنا اور اسے بین الاقوامی سودی نظام SWIFT وغیرہ سے یک طرفہ دیوار سے لگانے کی کوششیں کیں گئیں۔اس صورتحال میں روس کو ایک متبادل نظام کی ضرورت درپیش تھی تاکہ وہ مسلم ممالک (خلیجی عرب ممالک، ملائیشیا، اور انڈونیشیا) سے سرمایہ کاری حاصل کرے اور اسے فروغ دیا جاسکے۔روس میں اس وقت ڈھائی کروڑ یا 25 ملین مسلمان آباد ہیں اور وہ ایک عرصے سے اپنے لئے ایسے مالی نظام کا مطالبہ کررہے تھے جو انکے عقیدے کے عین مطابق ہو۔

روس کا یہ اسلامی مالیاتی نظام کیسے کام کرتا ہے؟ اسکی بنیاد وہی ہے جسے اسلام نے نافذ کیا تھا یعنی سود کی ممانیت، پیسے کے لین دین پر سود دینا اور لینا ممنوع اور حرام قرار دیا گیا ہے۔یہ نفع ونقصان کی شراکت کی بنیاد پر بینک اور ایک پارٹنر کی طرح کام کرتے ہیں، اگر کاروبار میں نفع ہو تو دونوں میں تقسیم ہوتا ہے اور نقصان کی صورت میں شراکت داری ہوتی ہے۔یہ اثاثہ جات پر مشتمل تجارت ہے جیسے کہ حقیقی اشیاء، گھر، گاڑی، مشینری وغیرہ کی فروخت یا لیزنگ میں حصہ بٹایا جاتا ہے ناکہ مغربی بینکاری میں جہاں محض کاغذات پر قرض دیا جاتا ہے۔2025ء میں ایک رپورٹ کے مطابق اسے تین سال مزید 2028ء تک بڑھانے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے تاکہ اسکا دائرہ کار پورے روس تک پھیلائے جانے کی راہیں ہموار کی جاسکیں۔دلچسپ طور پر ایک غیر مسلم ملک نا صرف اپنی عیاشیوں یا مفادات کے لئے نہیں بلکہ اصل میں اپنی بقاء کے لئے اس نظام کی جانب مائل ہوا ہے جسے اسلام نے 14 صدیاں پہلے متعارف کروایا تھا۔گماں کیا جارہا ہے کہ روس جیسے بڑے ملک میں تجربہ مکمل کامیاب ہوگیا تو کیا عالمی سطح پر ڈالر اور سودی نظام کو پچھاڑ سکے گا یا کم از کم ڈالر کے جاری استحصالی غلبے کو کم کردے؟ لیکن ایک روشن افزا پہلو یہ ہے کہ روس بھر میں اسکی ممکنہ کامیابی باقی دنیا کے لئے بھی یہ اخلاقی اور مستحکم معیشت کی نوید ثابت ہوسکتی ہے۔روس کے حالیہ اس اقدام کو ماہرین معیشت کی اکثریت ڈالر کی تنزلی (De Dollarization) قرار دے رہی ہے جو کہ ڈالر پر انحصار ختم کرنے کی مہم کا ایک اہم حصّہ ہے کیونکہ ابتک سودی نظام پر مغرب کی گرفت نہایت قوی ہے۔اسکے ساتھ ہی روسی اشتراک میں قائم ہونے والی تنظیم "BRICS" میں جسکے بانی پانچ ممالک، برازیل، روس، چین، انڈیا اور ساؤتھ افریقہ ہیں اب اسمیں مزید دس کے قریب ممالک شامل ہوگئے۔دنیا کی کل آبادی کے 40% فیصد سے زائد حصے کی نمائندگی کرنے والی برکس عالمی تنظیم کے ارکان اب ڈالر کے مقابلے میں اپنی کرنسی بھی لاؤنچ کرنے جارہے ہیں جو ڈالر کے لئے بڑا چیلنج ہوگا۔

## پاکستان میں سود سے پاک اسلامی مالیاتی نظام اور اسکی اصلاحات:

جیسے کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے ماہر سودی معیشت داں جناب ڈاکٹر شاہد حسن کے بارے میں وہ اسلامی بینکنگ کو شرعی نہیں مانتے انکا کہنا ہے کہ یہ بینکاری غیر اسلامی ہے۔مولانا سلیم اللہ خاں صاحب شیخ الحدیث نے پاکستان کے 31 اہم جید علماء کو یکجا کیا جنہوں نے مشترکہ اعلانیہ میں کہا ہے کہ ان بینکوں کے ساتھ لین دین حرام ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اسلامی بینکاری کے نظام میں موجود خامیوں کی نشاندہی کی ہے اور حقیقی سود سے پاک معیشت کے وہ علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ڈاکٹر شاہد حسن نے اپنی کتاب میں سود کے حوالے سے اپنی تحقیقات کا نچوڑ پیش کردیا ہے اور انکا کہنا ہے کہ میں نے کتابی صورت میں عوام کی امانت انکے سپرد کی اور اسلامی بینکاری کے لئے پاکستان کے مالیاتی نظام کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اہم نقاد کے ذریعے رہنمائی کردی ہے جو کہ دراصل ایک مکمل روڈمیپ (Roadmap) کی حیثیت رکھتا ہے، اسلامی بینکنگ جسکو وہ کہتے ہیں کہ روایتی بینکنگ پر صرف شریعت کا لیول لگادیا ہے جبکہ اسکا اصل مقصد سود کا مکمل خاتمہ ہونا چاہیئے۔ڈاکٹر صاحب کا کام واقعی بہت گہرا ہے وہ صرف نظریاتی باتیں ہی نہیں کرتے بلکہ اعداد وشمار کے ساتھ مروجہ نظام کا موازنہ کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ''سود سے پاک بینکاری'' اور ''اسلامی بینکاری'' میں واضح فرق ہونا چاہیئے۔روایتی ماہرین معیشت اور مذہبی اسکالروں کے درمیان وہ ایک پل کا کردار ادا کررہے ہیں۔انکا ماننا ہے کہ جب تک ''شراکت داری'' پرافٹ اینڈ لاسٹ شیئرنگ کو اصل بنیاد نہیں قرار دیا جاتا تب تک معیشت سے استحصال کا خاتمہ

ممکن نہیں۔ انکی اسلامی بینکاری پرتنقید کے تین اہم نقاد ہیں، 1۔ وہ کہتے ہیں کہ نام رکھ لینے سے مثلاً ''مارک اپ'' Mark-up کہہ دینے سے نظام نہیں بدل جاتا، 2۔ بینکاری کا حسن یہ ہے کہ نفع ونقصان دونوں میں بینک وگاہک برابر کے حصے دار ہو کہ سارا بوجھ گاہک پر نہ ڈال دیا جائے، 3۔ بینکاری کا مقصد صرف امیر کو زیادہ امیر بنانا نہیں بلکہ دولت کو معاشرے کے نچلے طبقے تک منتقل کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے معاشی تجربات کی روشنی میں ماہرانہ 24 نقاد پیش کئے ہیں جو اسطرح ہیں،

1۔سود کی مکمل ممانت ہو، پاکستان کے تمام مالی معاملات سے 'ربا' کو فوری اور حتمی خاتمہ ہو۔

2۔ شراکت داری کو فروغ دیا جائے، قرض کے لین دین کے بجائے نفع ونقصان کی شراکت پر ''مضاربہ اور ''مشارکہ'' کو رواج دیا جائے۔

3۔ بینکاری میں محض کاغذات کے عمل دخل کے بجائے حقیقی پیداواری اثاثوں (Real Assets) سے جڑا ہونا چاہیے۔

4۔ رزق ہلال کو اہمیت دی جائے، اس بات کی ضمانت دی جائے اور اسے یقینی بنایا جائے کہ بینکوں سے کمایا ہوا نفع مکمل طور پر شرعی احدود میں ہو رہا ہے۔

5۔ آئنی ترمیم کے ذریعے پاکستان کی دفعہ F-38 کے تحت سود کے خاتمے کے لئے ٹھوس قانونی فریم ورک تیار کیا جائے۔

6۔سود کے خلاف عدالتی فیصلوں کو بتدریج نافذ کیا جائے اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عملدر آمد ہو۔

7۔ مرکزی قومی بینک (SBP) میں ایک خودمختار بورڈ کا قیام ہو جو صرف اسلامی نظام کی نگرانی کرے۔

8۔ عوامی ضروریات کے لئے پرائز بانڈوں کے بجائے سکک (Sukuk) اور دیگر اسلامی ذرائع استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

9۔ بینکاری کے حالیہ طریقہ کار میں تبدیلی کرتے ہوئے موجودہ اسلامی بینکوں میں رائج مارک اپ (Markup) کے نظام کا خاتمہ ہو کیونکہ یہ سود سے مشابہہ ہے۔

10۔ قرض حسنہ کو فروغ دیا جائے، سماجی فلاح بہبود کے لئے بناء سودی شرح (انٹرسٹ فری) کے لئے مخصوص فنڈز کا قیام ہو۔

11۔ بینکوں کو اضافی چارجز کی بجائے صرف اصل انتظامی اخراجات وصول کرنے کی اجازت ہو، منافع کے نام پر اضافی رقم نہ وصول کی جائے۔

12۔ بینکوں اور گاہکوں کے مابین معاہدوں میں مکمل شفافیت اور ابہام کا خاتمہ ہو۔

13۔ بینکاری کے نظام کو ایسا بنایا جائے کہ دولت محض چند ہاتھوں میں گردش نہ کرتی رہے۔

14۔ بینکوں کے ذریعے زکواۃ کی کٹوتی اور مستحقین تک اسکی رسائی کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔

15۔ غرباء اور متوسط طبقے کے لئے آسان شرائط کے تحت سرمایہ کی فراہمی ہو۔

16۔ کسانوں کو سود کی بیڑیوں سے آزادی کے لئے اسلامی زرعی مالیاتی بینک کا نفاذ ہو۔

17۔ بینک کا باقاعدہ آزاد شرعی طور پر آڈٹ کروایا جائے تاکہ غلطیوں کی نشان دہی ہو سکے۔

18۔ ایسے علماء اور ماہرین معیشت دانوں کی ٹیم تیار ہو جو شریعت اور معاشیات دونوں کو بہتر سمجھتے ہوں اور اس پر دسترس رکھتے ہوں۔

19۔ عوام کو سودی نظام کے نقصانات اور اسلامی نظام کے خوبیوں وفوائد سے آگہائی دی جائے۔

20۔ دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ ملکر ایک عالمی اسلامی مالیاتی بلاک قائم کیا جائے۔

21۔ افراطِ زر (Inflation) کے لئے کرنسی کی قدر میں کمی اور افراطِ زر کے مسئلہ کو اسلامی اصولوں کے تحت حل کیا جائے۔

22۔ عوام کو بچتوں (Savings) کو پیداواری کاموں میں لگانے کی ترغیبات دیں جائیں۔

23۔ بتدریج قرضوں سے چھٹکارے کے لئے سودی عالمی قرضوں پر انحصار ختم کر کے خودمختاری کی پالیسی کو اپنایا جائے۔

24۔ سب سے اہم نقطہ ہے کہ حکومت اور مقتدر حلقوں میں نظام کو بدلنے کا سچا شوق وجذبہ ہو۔

روس میں ہونے والے حالیہ تجربات جو کہ سود سے پرے شراکت داری کے تحت کئے گئے ہیں اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرت ہے کہ سودی نظام کے سائے میں حقیقی فلاح ممکن ہے کیونکہ اللہ کے احکامات ہر زمانے اور قومیت کے لئے قابل عمل ہوتے ہیں، ایسا کوئی قرآنی حکم نہیں جو اس دنیا میں ناممکن ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی صفوں میں موجود بگاڑ اور نقائص کو ڈھونڈ کر باہر کریں اور ایک ایسا خالص نظام وضع کریں کہ سرمایہ انسانیت کے تابع ہو جائے نہ کہ یہ سرمایہ انسانیت کی زرخرید لونڈی بن کر معاشرے پر سیاہ داغ بنکر معاشرے کا منہ چڑائے۔ وہ وقت دور نہیں جب دنیا بالآخر تھک ہار کر جان ہی لے گی، وہ اصلی آفاقی عالمگیر اصول جنکے سایہ تلے پناہ لینے پر مجبور ہوگی جسکی بنیاد اللہ تعالی نے عدل ونصاف اور باہمی نفع ونقصان پر قائم کی ہے۔ جس دن پاکستان یا دنیا میں کہیں بھی پہلا شریعی اسلامی بینک قائم ہوگا، اللہ اور اسکے

رسول ﷺ سے آپ کی جنگ وہیں رک جائیگی!،بس ایک قدم اٹھانے کی تو دیر ہے!
اہم سوال یہ ہے کہ سب سے بڑے ''امت کے فسادّ'' کو پہلے ختم کون کرتا ہے؟

(ناصر ذوالفقار۔کراچی)

**نوٹ:** اس مضمون کی تیاری میں مجھے جناب شاہد حسن صدیقی (ماہر معاشیات) کے اسلامی معاشی تجزیات سے فکرانگیز رہنمائی حاصل رہی جسکے لئے میں ڈاکٹر صاحب کا بے حد ممنون اور شکرگزاررر ہونگا! پاکستان میں سود سے پاک معیشت کے لئے آپ گراں گر دخدمات رہی ہیں جنہیں ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

**اہم حوالہ جات:**

سود کے بارے میں اسلامی احکامات: ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم۔
کتاب ''اسلامی بینکاری: غیرسودی یا سودی استحصالی؟''
(ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی)

**مضمون نگار کا تعارف:**

میں بین الاقوامی تعلقات میں ماسٹر ہوں ،فری لانسر صحافت کرتا رہا ہوں ،میرے زیادہ تر مضامین ایکسپریس نیوز کے ''سنڈے ایکسپریس'' میگزین میں شائع ہوئے ہیں جو کہ ایکسپریس کی ویب پر پڑھے جاسکتے ہیں۔میری دلچسپی کا اہم موضوع ''خلائی تحقیق'' رہا ہے۔حالیہ گوگل کی جانب سے میں نے اے۔آئی پر دو اسپشلا ئزڈ سرٹیفیکٹ حاصل کئے ہیں اور ایک اہم کورس جو کہ حکومتوں کو اے۔آئی کا استعمال کرتے ہوئے ڈیجیٹلا ئزیشن کرانے کے حوالے سے ہے ،بھی مکمل کیا ہے ، یہ آکسفورڈ یونیورسٹی اور یونیسکو کی جانب سے کروایا جارہا ہے جسے یونیسکو اسپانسر کررہا ہے۔

(NASIR ZULFIQAR)

web Author Page:

https://www.express.pk/author/675/nasir-zulfiqar/

e-mail:nasir2086@yahoo.com

National ID#: 42101-1528049-5

Cell, Whatsapp#:0321-3164602

□